# ملت اسلامی ہند کا تاریخی کردار

از:

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ

ناشر

شعبۂ دعوت وارشاد

ندوۃ العلماء، پوسٹ بکس نمبر ۹۳، ٹیگور مارگ، لکھنؤ

www.abulhasanalinadwi.org

بار اول

۱۴۳۲ھ --- ۲۰۱۱ء

تعداد : ۴۰۰۰

کمپوزنگ : محمد سلمان (ایچ۔آئی۔کمپیوٹر، ندوہ روڈ، لکھنؤ)

طباعت : کاکوری آفسیٹ پریس، لکھنؤ

ناشر

شعبۂ دعوت وارشاد

ندوۃ العلماء، پوسٹ بکس نمبر ۹۳، ٹیگور مارگ، لکھنؤ

www.abulhasanalinadwi.org

# پیش لفظ

**الحمد لله رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین محمد واله وصحبه اجمعین۔**

ندوۃ العلماء کے پچاسی سالہ تعلیمی اجلاس میں مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ ناظم ندوۃ العلماء کی جانب سے جو خطبۂ استقبالیہ پیش کیا گیا تھا۔ وہ ہندوستان کی ملی جدوجہد ہی کی نہیں بلکہ خود اعتمادی، خودشناسی، اخلاقی بلندی، ایمانی جرأت اور مومنانہ بصیرت کی بھی ایک دستاویز اور ملک و ملت کے لئے ایک منشور اور نشان راہ کی حیثیت رکھتا ہے۔

اس میں جن جملوں اور عبارتوں کو تمام مندوبین و حاضرین نے خاص توجہ، دلچسپی اور تاثر کے ساتھ سنا اور بعد میں اکثر و بیشتر اخبارات نے ان کو نمایاں طور پر شائع کیا، وہ یہ اعلان تھا کہ ''ہندوستانی مسلمان، خدا کے فضل سے اسلام کے معاملہ میں بڑی حد تک خود کفیل ہیں اور اسلام کے اولیں سرچشموں سے اپنے اسلاف کی سیرت و کردار اور اولوالعزمی و حوصلہ مندی کی جلائی ہوئی شمع سے روشنی حاصل کرتے ہیں، انھوں نے اپنا حال و مآل اسلام کے چمکتے ہوئے سورج کے ساتھ وابستہ کیا ہے، مسلم اقوام یا عرب ممالک کے ابھرتے ڈوبتے ستاروں یا ٹمٹماتے چراغوں سے نہیں، ندوۃ العلماء کے بارے میں مولانا نے کہا تھا یہ وہ جگہ ہے جہاں اسلامی فکر و شعور بحث و نظر اور علمی بصیرت اور دور بینی کی



www.abulhasanalinadwi.org

تاریخ کا ایک دلآویز و درخشاں باب تحریر کیا گیا۔

خطبہ کے اختتام پر مولانا نے فرمایا تھا کہ ''اس دارالعلوم کی کشادہ فضاؤں میں جو ایک مرکز تعلیم سے زیادہ ایک وسیع اور جامع مدرسۂ فکر و اصلاحی تحریک ہے اور اس مبارک تاریخ ساز اجتماع میں جس کے واقعات اور داستانیں شاید آنے والے زمانہ میں شکر و اعتراف کے لہجہ میں سنائی جائیں۔ ہم دوبارہ اپنے معزز مہمانوں کی خدمت میں اسلام اور علم کا مشترکہ سلام پیش کرتے ہیں۔''

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ کا یہ تاریخی اور فصیح و بلیغ عربی خطبہ مولانا واضح رشید ندوی ایڈیٹر ''الرائد'' نے پڑھا تھا، اس کا اردو ترجمہ کرنے کی سعادت مولانا محمد الحسنیؒ سابق ایڈیٹر ''البعث الاسلامی'' کے حصہ میں آئی تھی، مولانا حافظ محمد عمران خاں ندویؒ سابق مہتمم دارالعلوم ندوۃ العلماء نے اس تاثر کے ساتھ سنایا کہ اکثر لوگوں کی آنکھیں نم ہوگئیں تھیں۔

یہ خطبۂ استقبالیہ جو ''روداد چمن'' میں طبع ہوا تھا دوبارہ شائع کیا جارہا ہے تاکہ اس کا افادہ اور عام ہو۔

وباللہ التوفیق

محمد رابع حسنی ندوی

ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ



www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ والصلوٰۃ والسلام علی رسول اللہ وآلہ واصحابہ وسلم

جناب صدر، معزز نمائندگان، مہمانانِ کرام، شرکاء اجلاس!

سب سے پہلے میں اپنی طرف سے نیز اپنے رفقاء کار، جماعت علماء، ملت اسلامی ہند کی طرف سے آپ کی خدمت میں اسلام اور علم کا دوہرا سلام پیش کرتا ہوں یہ سلام ہے نئے اور چھوٹے ساتھیوں کا اپنے بڑے اور تجربہ کار ساتھیوں کو، ہمراہیوں اور رفیقوں کا ہمراہیوں اور رفیقوں کو، اس لئے کہ ہم سب اسلام کے رواں دواں قافلہ میں شامل اور علوم اسلامیہ کے طویل کارواں کے ہمسفر ہیں، استادی وشاگردی، بزرگی وخوردی اور اصل ونقل کے اعتبار سے ہمارے درمیان یقیناً فرق وتفاوت ہے لیکن اسلام کے سایۂ عاطفت اور علم کے مقدس رشتہ نے ہم کو ایک لڑی کے موتیوں کی طرح پرو دیا ہے۔ ہم سب اسلام ہی کے ساختہ پرداختہ قرآن کے خوانِ کرم کے ریزہ چیں، اور درسگاہ محمدی کے مختلف درجوں اور استعدادوں کے طالب علم اور مکتب نشیں ہیں۔

حضرات! میں آپ کا ہندوستان کی اس سرزمین میں خیر مقدم کرتا ہوں جہاں مذہب تہذیب اور ثقافت کی پوری تاریخ میں ایک انوکھا اور منفرد تجربہ کیا گیا، اور یہ تجربہ غیر معمولی اور بے مثال طریقہ پر کامیاب رہا۔ اس



www.abulhasanalinadwi.org

سرزمین میں جب اسلام کے قدم آئے تو اس کے جلو میں علم وتہذیب بھی تھی اور وہ مسلکِ زندگی بھی، جو زبان، کلچر، قوم ونسل اور قومی عادات وخصائل کا پابند نہیں، دیکھنے والوں کو بہت جلد نظر آ گیا کہ اسلام کے خمیر میں ایک ایسی باطنی قوت پوشیدہ ہے جو خوابیدہ صلاحیتوں کو جگاتی، ذہانت کے خشک سوتوں کو روانی بخشتی اور انسانی صلاحیتوں اور طاقتوں کو انسانی فلاح و بہبود کے لئے استعمال کرنا سکھاتی ہے اس کے ساتھ اس حقیقت کا بھی انکشاف ہوا کہ انسان کی فطرتِ سلیم خود بڑھ کر دین فطرت کا استقبال کرتی ہے اور اس کے ساتھ اس طرح ہموا اور ہم آہنگ ہو جاتی ہے، جیسے وہ اس کے انتظار میں دن گن رہی تھی، اس سے ہمیں جہاں اس دین کی اس مخفی صلاحیت وطاقت کا اندازہ ہوا، وہاں اس زمین کی نرمی اور زرخیزی کا بھی، جس نے اس نہال تازہ کو اس آسانی کے ساتھ قبول کیا اور پھلنے پھولنے کا موقع دیا، اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ علوم اسلامیہ کا درخت ہر طرح کی زمین اور ہر قسم کی آب وہوا میں برگ وبار لاتا اور نئے نئے شگوفے کھلاتا ہے نیز یہ کہ دوسرے شاداب درخت سے قلم لگانے سے اس کی قوت نمو اور شادابی بڑھ جاتی ہے۔

ان حقیقتوں کے ساتھ ایک اور نئی حقیقت کا انکشاف ہوا، جو اقوام و ملل کی تاریخ میں بڑی اہمیت رکھتی ہے، وہ یہ کہ تنہائی اور مسافرت کے احساس، اپنے اصل سرچشمہ سے دوری، تازہ رسد اور نئی کمک سے مایوسی نے اس نووارد کا حوصلہ پست اور اس کو اپنے مستقبل سے مایوس اور ہراساں کرنے کے بجائے



www.abulhasanalinadwi.org

اس کے دل کو ایک نئی طاقت اور نئے جوش اور نئے اعتماد سے معمور و مخمور کر دیا، اس نے اس صورتحال سے شکستگی اور مایوسی کا سبق لینے کے بجائے ہمت و جرأت، خدا کی نصرت غیبی اور اپنے ناتواں بازوؤں پر اعتماد کرنے کا سبق لیا، اس کو اپنے پیغام و دعوت کی صلاحیت و افادیت، اور اس ملک میں اس کی ضرورت پر یقین تھا، یہ احساس کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اسلام کی ایک دور دراز سرحد کا محافظ اور پاسباں بنایا ہے اور اس کے دفاع کی ذمہ داری تنہا اسی کے سر پر ڈالی ہے، ایک مختصر سی مختصر اقلیت کو ایسی قوت عطا کرتی ہے جس سے انقلاب انگیز اور محیر العقول کارنامے وجود میں آتے ہیں وہ ہر آزمائش میں پوری اترتی ہے وہ اقوام عالم کے سابقہ تجربات کی تردید کرتی ہے اور مادہ پرستانہ منطق اور ریاضی کے جامد اصولوں اور اعداد و شمار کے بے روح و بے رحم فلسفہ کو غلط ثابت کر دیتی ہے۔

اسلام کا یہ مختصر اور اولین قافلہ، اس ملک میں پردیسی کی طرح وارد ہوتا ہے اور دیکھتے ہی دیکھتے اس کو اپنا عزیز وطن اور محبوب مسکن بنا لیتا ہے اس ملک کے اصلی باشندے اس کی محبت کا دم بھرنے لگتے ہیں اور ان نو وارد انسانوں کی شکل میں ان کو محبت کرنے والے بھائی، شفیق استاد، خیر خواہ حاکم، آزمودہ کار منتظم، ماہر فن کاریگر، اور بلند پایہ عالم و دانشور مل جاتے ہیں۔ یہ اسلامی نو آبادی، اپنی ذہنی صلاحیت، عملی تجربہ قوت ایجاد و اختراع، قوت عمل اور انتظامی صلاحیت



www.abulhasanalinadwi.org

کا ایک ایک قطرہ اس سرزمین میں نچوڑ دیتی ہے یہاں ترکوں کی سپہ گری و ترک تازی، مغلوں کی اولوالعزمی، افغانوں کی غیرت قومی، ایرانیوں کا ذوقِ جمال و رعنائی خیال، عربوں کی حقیقت پسندی اور ذوقِ سلیم، ملک کے باشندوں کی نرم خوئی اور صلح جوئی اور شعر و نغمہ و فلسفہ و تصوف سے فطری مناسبت سے آکر گھل مل گیا۔ ان سب مختلف (اور بعض اوقات متضاد) صفات پر اسلام کے عقیدۂ توحید کا پرتو اور اس کی عادلانہ تعلیمات کا عکس اس طرح پڑا کہ اس نے ان کو ایک نیا رنگ و آہنگ عطا کیا اور ان کو ایک دوسرے سے شیر و شکر کر کے ایک نئی زندگی بخشی، اس کے نتیجہ میں ایک نئی تہذیب وجود میں آئی جس کو ہم بجا طور پر۔ ''اسلامی ہندوستانی تہذیب'' کہہ سکتے ہیں۔

اس نئے عہد کے آغاز کے ساتھ ہندوستان میں ایک نیا تہذیبی، فکری و علمی دبستاں وجود میں آیا جو اپنی ایک مستقل شخصیت اور نمایاں کردار رکھتا تھا، اس نے بڑی تعداد میں ایسے ماہرین فن موجدین علوم اور ارباب فضل و کمال پیدا کئے جو خود مختلف مکاتب خیال کے بانی تھے جنھوں نے علم کی نئی دنیاؤں سے اس ملک کو روشناس کیا اور نہ صرف علوم دینیہ، تفسیر و حدیث اور فقہ و عقائد میں ان کی پیشوائی و سربراہی تسلیم کی گئی بلکہ عربی لغت و زبان و ادب میں بھی علماء عرب نے ان کا لوہا مان لیا اور ان کی بعض تصنیفات نے ان علوم میں بنیادی



www.abulhasanalinadwi.org

ماخذ اور سند کی حیثیت اختیار کر لی۔ ان میں کچھ کتابیں پورے اسلامی کتب خانہ میں اب تک بے نظیر اور منفرد ہیں۔

اس مدرسۂ فکر نے تصنیف و تالیف کی اس تحریک کو جو آٹھویں صدی ہجری (پندرہویں صدی عیسوی) کے بعد ذہنی اضمحلال اور علمی زوال کا شکار ہو چکی تھی، نیا خون اور نئی زندگی عطا کی، تاتاریوں کے فتنۂ عالم آشوب میں اس نے بعض اسلامی علوم کے لئے پناہ گاہ کا کام دیا اور عہد آخر میں اس کو حدیث نبوی کی خدمت و اشاعت کا سب سے بڑا مرکز بننے کا شرف حاصل رہا جہاں سے اس فنِ شریف کی شعاعیں دوسرے ملکوں میں پھیلیں اور "درآمد" کے بجائے "برآمد" کا سلسلہ شروع ہوا اس سرزمین میں یکتائے زمانہ اور سرآمد روزگار علماء دائمہ فن پیدا ہوئے اور اس موضوع پر بہتر سے بہتر کتابیں یہاں تیار کی گئیں۔

یہاں کے متعدد علمائے حق اور ارباب دعوت و عزیمت نے مختلف زمانوں میں اصلاح و تجدید اور اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا وہ کارِ عظیم انجام دیا جس کی صدائے بازگشت ہر جگہ سنی گئی اور اس کے مبارک اثرات دنیائے اسلام کے دور دراز حصوں تک پہونچے اور لاکھوں انسانوں نے ان کے فیض و اثر سے اپنے قلب و روح کی پیاس بجھائی اور دلوں کو روشن کیا۔

تقدیر الٰہی کا فیصلہ تھا کہ اس ملک کو جدید تاریخ کا سب سے بڑا



www.abulhasanalinadwi.org

تہذیبی وثقافتی اور فکری معرکہ پیش آئے اور افکار واقدار کی سب سے بڑی کشمکش سے اس کو گزرنا پڑے، یہ مغربی تہذیب وفلسفہ اور اسلامی تہذیب وفلسفہ کا معرکہ اور اسلامی طرز فکر اور مغربی طرزِ فکر کی کشمکش تھی اور دراصل ایک سخت، خونریز، بے رحم اور طویل جنگ تھی۔

ملت اسلامی ہند نے جو ۱۸۵۷ء کی جدوجہد میں ناکامی سے زخم خوردہ اور برطانوی فتح سے دہشت زدہ ہورہی تھی اپنے کو اچانک ایک ایسی جواں سال، تازہ دم، ابھرتی ہوئی بلکہ زندگی اور جوش و جوانی سے ابلتی ہوئی مغربی تہذیب کے سامنے اس طرح پایا کہ درمیان میں کوئی پردہ یا حجاب نہ تھا۔ یہ انگریزی اقتدار، ان مسلمانوں کی طرف سے جنہوں نے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کی قیادت کی تھی خار کھائے ہوئے تھا وہ مسلمانوں کو اپنا اصل و دائمی حریف اور اسلام کو اپنے کیمپ کا متوازی و مقابل کیمپ سمجھا تھا، دونوں کو اس کا دعویٰ تھا کہ وہ زندگی کی رہنمائی اور معاشرۂ انسانی کی تعمیر وتشکیل کی اہلیت رکھتے ہیں اس لئے اس معرکہ کی شعلہ سامانیوں اور ''تاوان جنگ'' میں مسلمانوں کا حصہ ملک کے ہر فرقہ سے زیادہ تھا، ان کو صورت حال کی سنگینی اور دوررس خطرات کا پورا اندازہ تھا۔

لیکن تاریخ گواہ ہے کہ ہندوستانی مسلمان اس زبردست سازش



www.abulhasanalinadwi.org

اور مغربی تہذیب کی طوفانی یلغار کے سامنے بہت سی ان مسلم قوموں سے کہیں زیادہ ثابت قدم، سخت جان، ناقابلِ تسخیر اور اپنی اسلامی شخصیت اور معنوی دولت کی حفاظت میں زیادہ کامیاب ثابت ہوئے جن کا انیسویں صدی کے اواخر یا بیسویں صدی کے اوائل میں مغربی اقتدار یا مغربی افکار سے واسطہ پڑا۔

مغربی تہذیب و تعلیم کی اس یلغار کے علاوہ ہندوستانی مسلمانوں کو ایک دوسری یلغار کا بھی مقابلہ کرنا پڑا یہ عیسائی مشنریوں کی یلغار تھی جو انگریزی اقتدار کے اس ملک میں قدم جماتے ہی زور شور سے شروع ہوئی، اور قریب تھا کہ پورے ملک کو وہ اپنی لپیٹ میں لے لے، یہ عیسائی مشنری، جدید ترین اور مؤثر ترین اسلحہ سے لیس تھے، ان کو حکومت کی حمایت و سرپرستی بھی حاصل تھی جو اس زرخیز ملک کو حضرت مسیح کا عطیہ اور انعام سمجھ رہی تھی اور اس اقتدار کو عیسائیت کے فروغ و اشاعت کے لئے ایک زریں موقع تصور کرتی تھی جس کو کسی حالت میں بھی ہاتھ سے جانے نہ دینا چاہئے تھا۔

ان مشنری سرگرمیوں اور پورے ملک کو عیسائی بنا لینے کے عزم و منصوبہ کے ساتھ تشکیک کی ایک طاقتور تحریک بھی جاری تھی جس کا مقصد اسلام سے تعلق رکھنے والی ہر چیز کو مسلمان نوجوانوں کی نظر میں مشتبہ و مشکوک بنا دینا تھا،



www.abulhasanalinadwi.org

خواہ اس کا تعلق شریعت وقانون سے ہو، یا مذہب وتمدن اور ثقافت وتاریخ سے، ہندوستان کے علماء نے ان دونوں تحریکوں اور طاقتوں کا پوری قوت کے ساتھ مقابلہ کیا، انھوں نے معذرت ودفاع کی سیاست کو ترک کرکے، اقدام وحملہ کی سیاست اور بھرپور علمی تنقید کا راستہ اختیار کیا اس کے نتیجہ میں تبلیغ عیسائیت کی یہ تیز وتند لہریں اور تشکیک کی پوری مہم، پسپائی اختیار کرنے پر مجبور ہوگئی اور مسلمانوں کے اندر اسلام پر نیا اعتماد، اپنی تہذیب وثقافت پر فخر، اور اپنی شخصیت وتاریخ کا احترام پیدا ہوا۔

اس زمانہ میں ذہین مسلم نوجوانوں کی ایک بڑی تعداد نے مغربی تہذیب اور مغربی اقتدار کے مرکز ''ولایت'' کا رخ کیا، انھوں نے وہاں کی اعلیٰ یونیورسٹیوں اور شہرۂ آفاق کالجوں میں تعلیم حاصل کی، جدید علوم میں کمال پیدا کیا، انگریزی ادبیات میں بصیرت اور انگریزی تحریر تقریر میں اہل زبان کی طرح قدرت حاصل کی، جن کی قابلیت، زبان دانی اور نکتہ شناسی کا انگریز ادباء اور اہل نظر نے بھی اعتراف کیا لیکن مغربی علم وادب کے سمندر میں غوطہ لگانے والوں میں خاصی تعداد میں مغربی فلسفہ کے باغی اور حریف پیدا ہوئے جن کی مثال کسی دوسرے اسلامی ملک کے نوجوانوں میں نہیں ملتی، وہ مغربی طرزِ فکر کے زبردست ناقد ونکتہ چیں بن کر واپس آئے یہی حال ان لوگوں کا بھی تھا جنھوں نے


www.abulhasanalinadwi.org

ہندوستان میں رہ کر مغربی علم و فلسفہ سے اس حد تک واقفیت پیدا کی جتنی خود مغرب میں ممکن تھی انھوں نے پورے اعتماد و اطمینان کے ساتھ مغربی افکار پر تنقید و عمل جراحی کا فرض انجام دیا اور اس کے افسوں کو باطل اور اس کے طلسم کو توڑ کر رکھ دیا، کسی نے سنجیدہ عالمانہ اور فلسفیانہ انداز میں اس کا محاسبہ کیا اور کسی نے طنز و مزاح کے لطیف پیرائے میں اس کا خاکہ اڑایا، مغربی تہذیب اور فلسفہ کے رعب کے کم کرنے اور اس کی ہوا خیزی میں دونوں کا حصہ ہے، ان اہل فکر و اہل قلم نے اسلام کو ایک مکمل دین اور ابدی پیغام کی حیثیت سے پیش کرنے، جدید تعلیم یافتہ طبقہ کے احساس کہتری کو دور کرنے اور اسلام اور اسلامی تہذیب کی صلاحیت و ابدیت پر اس کا اعتماد بحال کرنے میں بیش قیمت خدمت انجام دی، انھوں نے مغربی تہذیب کی دعوت کے مقابلہ میں ایک مضبوط اسلامی مورچہ قائم کرلیا، جس کا اصول و شعار مغرب کی امامت و سیادت اور ہر کمزوری اور نقص سے اس کے بالاتر ہونے کا انکار، اسلام پر ایک عالمگیر و زندہ جاوید پیغام اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی رہبر انسانیت اور پیشوائے کل ہونے کا اقرار و اعلان تھا، وہ اس یافت و دریافت میں ایسے سرشار اور اس ایمان و یقین میں ایسے مست ہوئے کہ ان کے ہر بُن مو سے یہ صدا آنے لگی،

وہ دانائے سبل، ختم الرسل، مولائے کل جس نے
غبار راہ کو بخشا فروغِ وادیٔ سینا



www.abulhasanalinadwi.org

اس کے بعد ہندوستان کی ملت اسلامی کو ایک نیا تجربہ پیش آیا اور وہ ایک اہم دور میں داخل ہوئی یہ ایک آزاد ملک کی آزاد زندگی کا تجربہ تھا جس کے آزادی کے اولین علمبردار، اور اس کے لئے بیش از بیش قربانیاں پیش کرنے والے یہی مسلمان تھے، یہ دور غیر ملکی اقتدار سے ملکی وقومی اقتدار کی طرف منتقلی کا دور ہے، جس میں نیا دستور مرتب ہوا، اور نئے قوانین وضع کئے گئے معاشرہ کو ایک نئے سانچہ میں ڈھالنے کی کوشش شروع کی گئی، نیا نظام تعلیم نافذ کیا گیا، اس موقع پر کئی بار خالص فرقہ وارانہ رجحانات نے سر اٹھایا اور اس کی آبادی کی ایک کثیر تعداد پر جذباتی اور اعصابی دورے بھی پڑے، مسلمانوں کی حیثیت ان حالات میں ایک ایسی عددی اقلیت اور پس ماندہ طبقہ کی تھی جس کو انگریزی اقتدار نے ہمیشہ کمزور ومغلوب اور کارزار حیات سے دور رکھنے کی کوشش کی تھی، ماضی کا ترکہ اس کے گلے کا ہار بن چکا تھا، بہت سے شکوک وشبہات اس کے ساتھ وابستہ ہو گئے تھے، ملک سے باہر پیش آنے والے واقعات بھی اس کی زندگی اور قسمت پر اثر انداز اور ملک کے دوسرے فرقوں کے جذبات میں تلاطم برپا کرتے رہتے تھے اور یہ اقلیت بہت سے ناکردنی بلکہ بیرونی غلطیوں کی جوابدہ سمجھی جاتی تھی، یہ وہ حالات وواقعات ہیں جنھوں نے اس کو بہت نازک پوزیشن میں کھڑا کر دیا ہے، لیکن اس کے باوجود اس ملک کے مسلمان پوری



www.abulhasanalinadwi.org

خودداری وخودشناسی، اپنے دینی شعائر اور دینی وملی تہذیب وشخصیت کے ساتھ اپنے اس ملک میں رہنے کا عزم مصمم کر چکے ہیں، یہ ہندوستانی مسلمانوں کی ذہانت کا بھی امتحان ہے اور وفا کا بھی، ان کے مضبوط اور غیر متزلزل عقیدہ کی بھی آزمائش ہے اور سچی حب الوطنی کی بھی، ان کی طاقتور اور دلآویز شخصیت اور اعلیٰ کردار کی بھی، اور مثبت وتعمیری طرزِ فکر اور جذبۂ عمل کی بھی۔

یہ ایک ایسی کڑی اور دوہری آزمائش ہے جس کی نظیر قدیم اسلامی تاریخ میں بہت کم ملتی ہے اس لئے ہمیں اس سے کوئی بڑی مدد اور روشنی حاصل نہیں ہوسکتی۔ فقہ وفتاویٰ کی کتابوں میں بھی شاذ و نادر اس عجیب وغریب صورتحال کا ذکر ملے گا۔ کیا اس کی کوئی مثال ہے کہ چھ کروڑ یا اس سے زائد کی اسلامی اقلیت کسی غیر مسلم اکثریت کے درمیان ہو، اور ایسے ملک میں جہاں پارلیمانی نظام قائم ہے دستور کی حکمرانی ہے جس نے سیکولرزم و نا مذہبیت کو اپنا شعار بنایا ہے؟ اس لئے اب اس کے سامنے آبرومندانہ، باعزت، ایجابی و مثبت زندگی گزارنے کا (جو اسلامی تعلیمات کے مطابق اور حقائق و واقعات کے ساتھ ہم آہنگ ہو) ایک ہی راستہ ہے اور وہ ہے اسلام کی حکیمانہ، لازوال اور عالمگیر اصولوں سے روشنی ورہنمائی حاصل کرنا اعلیٰ درجہ کی فراست وبصیرت، طاقتور وممتاز ملی شخصیت، عزم صادق وایمان راسخ، عزت کی مختصر وجفاکش زندگی



www.abulhasanalinadwi.org

کی طویل اور خوشحال زندگی پر ترجیح اور ملک کی اخلاقی قیادت کا وہ منصب عالی حاصل کرنے کی خواہش و کوشش جو عرصۂ دراز سے خالی ہے اور کسی مرد خدا اور دانائے راز کا منتظر ہے، اس ملک کے اسٹیج پر ایک ایسے مخلص، خدا ترس اور اخلاقی و انسانی قائد کی حیثیت سے سامنے آنا، جو ہر قسم کی نفس پرستی سے بلند، ذاتی و جماعتی اغراض سے بالاتر، محبِ وطن اور انسان دوست و خدا پرست ہو اور وہ ملک کو انسانیت کی پستی، اخلاقی انتشار، خدا فراموشی، اور دولت و موقع پرستی کے اس عمیق غار میں گرنے سے (امکانی حد تک) بچانے کا عزم کر چکا ہو جس کے کنارہ یہ ملک کھڑا ہے، یہی وہ راستہ ہے جو اس ملت کو عام سطح سے اٹھا کر قیادت و رہنمائی کے منصبِ بلند تک پہنچا سکتا ہے اور حریف کے بجائے حبیب، مبغوض و محسود کے بجائے مخدوم و محبوب بنا سکتا ہے۔

دوسرا پہلو جس میں یہ ملت ہمیشہ سرخرو و باعظمت رہی ہے اور جس کے ذکر سے میرا مقصد محض مدح سرائی اور قصیدہ خوانی نہیں، ایک تاریخی حقیقت کا اظہار ہے وہ اس کا طاقتور دینی جذبہ، سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی سے اس کی والہانہ شیفتگی اور مرکزِ اسلام سے اس کی وہ عقیدت اور قلبی تعلق ہے جس نے مختلف تہذیبی، تمدنی اور معاشرتی فتنوں سے اس کی بار ہا حفاظت کی، اور اس کو ہندوستان میں آنے والی دوسری قوموں اور نسلوں کی



www.abulhasanalinadwi.org

طرح یہاں کے فلسفوں میں یکسر تحلیل ہونے سے روکا، ہندوستانی مسلمانوں نے اسلام اور مسلمانوں کے تمام مسائل سے (خاص طور پر بیسویں صدی کی ابتداء سے) ہمیشہ سے گہری دلچسپی لی۔ خلافت عثمانیہ کی حفاظت و بقا کے لئے اس ملک میں جتنے جوش کا مظاہرہ کیا گیا (جس میں ہندو مسلمان دوش بدوش تھے) وہ اس کا ایک ثبوت ہے تحریک خلافت جس کا برصغیر میں سیاسی وقومی شعور پیدا کرنے میں بڑا ہاتھ ہے ایک ملک گیر عمومی تحریک تھی، اس کی وسعت و مقبولیت کا اندازہ صرف انھیں لوگوں کو ہوسکتا ہے جنھوں نے وہ دور دیکھا ہے، اسی طرح فلسطین و مسجد اقصیٰ کی بازیابی کے لئے بھی مسلمانان ہند نے اپنے خیالات و جذبات کے اظہار میں کبھی کوتاہی نہیں کی، اسلامی مسائل کے بارے میں خواہ ان کا تعلق دنیا کے دور دراز گوشوں سے ہو یہاں کی ملت اسلامی ہمیشہ سے بہت ذکی الحس واقع ہوئی ہے اور اس کا عمل اس بارے میں ''داد و ستد'' اور لین دین کے اصول پر نہیں ہے، یہ اس کے دینی جذبات اور مخصوص تربیت کا نتیجہ ہے۔

اس کا یہ جذبہ اسلامی اور دین سے گہری وابستگی، ان دینی مدارس و مکاتب کی شکل میں بھی نمایاں ہے جن کا سارے ملک میں ایک جال بچھا ہوا ہے اور جس سے کوئی شہر و قریہ مشکل سے بچا ہوگا، مسلمانوں نے علم و دین کے یہ



www.abulhasanalinadwi.org

قلعے، انگریزی حکومت کے استحکام اور تعلیمی نظام کے نئے رخ کو سامنے رکھ کر قائم کئے تھے جن کی تعداد سیکڑوں سے متجاوز ہو کر ہزاروں تک پہنچتی ہے، ان میں ایک بڑی تعداد ان مدارس کی ہے جن کو علوم اسلامیہ کی طرف خصوصی توجہ کی بنا پر ہم عام طور پر ''عربی مدارس'' کے نام پر یاد کرتے ہیں ان مدارس میں عام طور پر صحاح ستہ کی اول سے آخر تک مکمل تعلیم کا انتظام ہے اور خصوصیت کے ساتھ صحیح بخاری و صحیح مسلم، جامع ترمذی، اور سنن ابی داؤد کی طرف زیادہ توجہ رہتی ہے اور ان کو حرفاً حرفاً پڑھایا جاتا ہے۔ اس بارے میں شاید ہندوستان کے مدارس عربیہ عالم اسلام میں منفرد ہیں یہ مدارس قریب قریب سب غیر سرکاری ہیں، ملت اسلامی ان کی کفیل ہے اس ملک میں مخلص علماء، ایثار پیشہ مدرسین اور رضا کار داعی و مبلغ شروع سے بڑی تعداد میں پائے جاتے ہیں جو بڑی قناعت، سادگی اور ایک حد تک قربانی کے ساتھ دین و علم کی خدمت میں مصروف رہتے ہیں۔ یہ زیادہ تر انھیں مدرسوں کا فیض ہے اور ہندوستان میں سارے سیاسی انقلابات کے باوجود اب بھی دین سے جو گہرا لگاؤ پایا جاتا ہے اور علم کی شمع روشن ہے وہ اسی طریقۂ کار کی برکت اور ثمرہ ہے۔

جب ہندوستان کے عربی مدارس کا ذکر آ گیا ہے تو ہندوستانی علماء و فضلاء مدارس کی اس خصوصیت کا ذکر کرنا نامناسب نہ ہوگا کہ وہ نہ صرف



www.abulhasanalinadwi.org

ہندوستان کی تحریک آزادی کی جدوجہد کرنے والوں کی صف اول میں تھے بلکہ اکثر اوقات انھوں نے اس تحریک وجدوجہد کی قیادت کی اور زیادہ غور سے دیکھا جائے اور انصاف سے کام لیا جائے تو اول اول یہ خیال انھیں نے دیا اور اس جذبہ میں جو حرارت، طاقت اور عمومیت پیدا ہوئی وہ انھیں کی رہین منت تھی، ان میں سے متعدد اصحاب نے انگریزی حکومت کے خلاف علم جہاد بلند کرنے والوں کی عملی قیادت کی، انگریز فوجوں سے دو بدو جنگ کی اور متعدد حضرات جزائر انڈمان ونکوبار اور جزیرۂ مالٹا میں قید ونظر بند کیے گئے اور کئی کو حبس دوام بعبور دریائے شور کی سزا ہوئی، متعدد حضرات ایسے تھے جنھوں نے اپنی زندگی کا خاصا حصہ ہندوستان کی جیلوں میں گزارا، حقیقت یہ ہے کہ ہندوستان کی تحریک آزادی کی تاریخ علماء اور دینی شخصیتوں کی تاریخ کے ساتھ اس طرح گھل مل گئی ہے کہ ایک کو دوسرے سے جدا کرنا ممکن نہیں رہا۔

ان کی دوسری نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ انھوں نے برصغیر ہند کی زبان وادب کی خدمت وترقی میں قائدانہ حصہ لیا اور ۱۸۵۷ء کے بعد اس تحریک کی سربراہی اور رہنمائی کی، اردو کا قصر ادب جن مضبوط اور بلند ستونوں پر قائم ہے ان میں سے بیشتر طبقۂ علماء سے تعلق رکھتے ہیں، انھیں نے اردو کو نیا رنگ وآہنگ، نئے اسلوب اور وہ سنجیدگی اور پختگی عطا کی جو اس وقت تک اردو کا



www.abulhasanalinadwi.org

سرمایۂ فخر ہے، ان میں سے ایک ایک مستقل دبستان ادب کا بانی ہے جس کی اس وقت تک پیروی کی جارہی ہے، اردو شعراء کے مستند تذکرے اور اردو زبان کے ظہور وارتقاء کی تاریخ میں انھیں کی تصنیفات وتحقیقات اس وقت تک اس موضوع میں ابتدائی ماخذ اور سند کا درجہ رکھتی ہیں اور ابھی تک ان سے کام لیا جاتا ہے، اس طرح ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہندوستان میں علوم مذہبی اور ملک کی زبان وادب کے درمیان وہ خلیج کبھی نہیں رہی اور دونوں کے نمائندوں کے درمیان وہ بیگانگی اور اجنبیت بھی کبھی پیدا نہیں ہوئی جو بعض دوسرے اسلامی ملکوں میں پائی جاتی ہے اور جس کا نقصان دونوں طبقوں کو کم وبیش برداشت کرنا پڑا۔

اگر اجازت دی جائے تو میں بڑے ادب کے ساتھ ایک بات اور عرض کروں گا وہ یہ کہ ہندوستانی مسلمان خدا کے فضل سے بڑی حد تک اسلام کے معاملہ میں خود کفیل ہیں وہ اسلام کے اولیں وحقیقی سرچشموں کتاب وسنت اور اسلام کے اولیں علمبرداروں کی سیرت وکردار، ان کی قربانی وایثار اور ان کی اولوالعزمی وحوصلہ مندی کی جلائی ہوئی شمع سے روشنی حاصل کرتے ہیں، انھوں نے اپنا عقیدہ وایمان، اپنا حال ومآل، اسلام کے چمکتے ہوئے سورج کے ساتھ وابستہ کیا ہے، مسلم اقوام یا عرب ممالک کے ابھرتے ڈوبتے ستاروں یا ٹمٹماتے چراغوں سے نہیں، وہ آنکھ بند کرکے ان میں سے کسی کی انگلی پکڑ کر چلنے والے



www.abulhasanalinadwi.org

نہیں ہیں نہ انھوں نے ان میں سے کسی کی اسلام کے ساتھ وفا شعاری کو اپنی وفا شعاری کی شرط قرار دی ہے، انھوں نے اللہ کے بھروسہ پر یہ فیصلہ کیا ہے کہ ان کو اسلام اور اسلامی تعلیمات کو اپنے سینہ سے لگائے رکھنا ہے خواہ دنیا کی کوئی قوم (عرب ہو یا عجم) اس سے بے تعلقی یا روگردانی اختیار کرے، اگر عرب یا دوسرے ممالک کے مسلمان اپنی پرانی تہذیبوں اور قدیم فلسفوں کے سحر میں گرفتار ہو جاتے ہیں اور ان کا دم بھرنے لگتے ہیں تو ہم انشاء اللہ وحدت اسلامی اور شریعت اسلامی کا دم بھرتے رہیں گے، ہم اسلامی اصولوں اور اسلام کے مسلک زندگی کے معاملہ میں کسی قسم کا سودا کرنے کے لئے تیار نہیں، ہم اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ ہمیں اس ملک میں اور اس ملک کے باہر، اپنی اس اصول پسندی اور وفا شعاری کی قیمت ادا کرنی پڑے گی، ہمیں بہت سے ان منافع و مواقع سے آنکھیں بند کرنی پڑیں گی جو ہوا کے رخ پر چلنے والی ملتوں اور فرقوں کو حاصل ہوتے ہیں، لیکن ہمارا یقین ہے کہ ہمارا خدا اگر ہم سے راضی ہے اور ہم خلوص وفہم کے ساتھ اپنے اصولوں پر قائم ہیں تو ہمارے لئے کوئی تنگی اور ہماری قسمت میں محرومی نہیں لکھی ہے۔ اس لئے کہ ہمارا عقیدہ ہے کہ یہ ساری کائنات ارادۂ الٰہی کے تابع ہے اور اس کے حکم کے بغیر کچھ نہیں ہوتا۔ ہمارا مسلک اور ہمارا عقیدہ ہے کہ۔



www.abulhasanalinadwi.org

گلہ نہیں جو گریزاں ہیں چند پیمانے
نگاہِ یار سلامت ! ہزار میخانے

حضرات ! ان سب وجوہ کی بنا پر شاید اس سرزمین کو بہت سے دوسرے اسلامی ملکوں سے اس کا زیادہ حق ہے کہ اس کو ایسے مایۂ ناز اور منتخب روزگار علماء، اربابِ فکر ونظر، ماہرین تعلیم اور اساتذہ ومعلمین کی میزبانی کا شرف حاصل ہو، اور وہ خود یہاں تشریف لاکر اپنی آنکھوں سے ان کوششوں کے نتائج کو دیکھ سکیں، جو ایک بے سروسامان اور بے نوا ملت نے اپنے دین کی خدمت اور علوم اسلامیہ کی ترقی واشاعت کے سلسلہ میں کی ہیں اور یہ دیکھیں کہ ابھی ان کو کتنی طویل مسافت طے کرنی ہے اور وہ اس سفر میں اس کی کیا رہنمائی کر سکتے ہیں؟

دوسری حیثیت سے میں آپ کا خیر مقدم لکھنؤ کے اس تاریخی شہر میں کر رہا ہوں جو اپنی مردم خیزی علم پروری، علماء نوازی میں دہلی کا ہمسر اور اس کا ہم ردیف رہا ہے، یہ دہلی کے بعد ہندوستانی تہذیب وتمدن، ادب وشائستگی اور اردو زبان وشاعری کا گہوارہ تھا، اور یہی ہندوستان کی قدیم تعلیمی تحریک کا مرکز تھا، یہاں وہ سرآمد روزگار علماء پیدا ہوئے جن کے علم کے چشمے ایک طرف مشرق کے آخری حدود تک، دوسری طرف جنوب کے کناروں تک بہے اور ایک



www.abulhasanalinadwi.org

عالم نے ان سے اپنی علمی پیاس بجھائی، قدیم نصاب درس (درس نظامی) یہیں ترتیب وتکمیل کے آخری مراحل کو پہنچا، جس کا سکہ ایک زمانہ میں برصغیر ہند سے لے کر افغانستان وترکستان تک چلتا رہا ہے، اس شہر کو آخری دور میں قرآن مجید کی خدمت، اس کے حفظ وتجوید اور اشاعت وتبلیغ کا وہ شرف بھی حاصل ہوا جس میں کم نامی گرامی اسلامی شہر اس سے سبقت لے جانے کا دعوی کر سکتے ہیں۔ ذالك فضل الله يؤتيه من يشاء والله ذو الفضل العظيم۔

حضرات! تیسری حیثیت سے اس اہم تعلیمی مرکز میں آپ کو خوش آمدید کہتا ہوں جہاں اسلامی فکر وشعور، بحث ونظر اور علمی بصیرت اور دور بینی کی تاریخ کا ایک دلآویز ودرخشاں باب تحریر کیا گیا۔ یہی وہ جگہ ہے جہاں اس تلخ و ترش حقیقت کا احساس پہلی بار مجسّم اور ٹھوس شکل میں سامنے آیا کہ چودھویں صدی ہجری کے آغاز اور انیسویں صدی کے اواخر میں عالم اسلام تفرقہ وانتشار، پریشان خیالی اور فکری اضمحلال کی کس آخری منزل میں تھا، نئے تغیرات اور نئے حوادث کا سامنا کرنے اور نئے مسائل کو حل کرنے کی صلاحیت علمائے دین میں (جو ملت کے حقیقی قائد تھے) اور اس طریقہ تعلیم سے جو ان کو پیدا کرنے کا واحد ذریعہ تھا کس تیزی سے مفقود ہوئی جا رہی تھی، مسلم معاشرہ دو متوازی طبقوں کے درمیان منقسم ہو گیا تھا۔ ایک طرف علمائے دین تھے جو عربی مدارس



www.abulhasanalinadwi.org

سے قدیم طرز پر پڑھ کر نکلے تھے، دوسری طرف مغربی تعلیم یافتہ حضرات جو کالجوں اور یونیورسٹیوں کے پروردہ تھے، ان دونوں کے درمیان اجنبیت اور بیگانگی کی خلیج تھی اور یہ خلیج دن بدن بڑھتی جارہی تھی، اندیشہ تھا کہ وہ اس حد تک پہنچ جائے کہ کسی ملانے والے پُل کے بغیر ان کی ملاقات اور کسی ترجمان کے بغیر افہام تفہیم ممکن نہ ہو۔

معاملہ انھیں دو طبقوں میں منحصر نہ تھا۔ ملت کے مختلف مذہبی فرقے اور فقہی مسلک ایک دوسرے کو تحقیر یا خوف ونفرت کی نگاہ سے دیکھنے کے عادی ہو گئے تھے، مناظروں اور مجادلوں کا بازار گرم تھا اور وہ کبھی کبھی سخت جارحانہ شکل اختیار کر لیتے تھے معاملہ صرف اثبات وتردید تک محدود نہ تھا، بلکہ تفسیق وتکفیر تک کی گرم بازاری تھی، جہاں تک نصاب درس کا تعلق ہے اس میں کسی کمی یا زیادتی کی گنجائش نہیں سمجھی جاتی تھی، علمی حلقوں پر بالعموم ذہنی عزلت اور گوشہ نشینی کی فضا طاری تھی اور جدید دنیا کے علوم وافکار اور علمی تحقیقات کے لئے کوئی روزن کھلا نہیں رہ گیا تھا، تیز رو اور تغیر پذیر زندگی سے صرف اسی وقت واسطہ پڑتا تھا جب علماء سیاست کے راستہ پر گامزن ہوتے، مسلم معاشرہ کی پاسبانی ونگرانی مغربی علوم کے حملوں اور اس کے تشکیکی اثرات سے مسلمان نوجوان کی حفاظت سے علماء کنارہ کش ہوتے جارہے تھے اور تعلیم یافتہ طبقہ مغرب کے حاشیہ



www.abulhasanalinadwi.org

برادروں اور فکری وتہذیبی شکست کی نقیبوں کے رحم وکرم پر تھا۔

اس نازک بحرانی دور میں (۱۳۱۱ھ۔۱۸۹۴ء) کچھ منتخب اہل نظر واہل درد جن کو فراست ایمانی اور دردِ اسلامی کا حصہ وافر ملا تھا سر جوڑ کر ایک جگہ بیٹھے اور انھوں نے اس کا ایک حل تجویز کیا یہ پہلا موقع تھا کہ جب اہل نظر، اہل دل کے ساتھ علماء دین، جدید تعلیم یافتہ حضرات کے ساتھ مذہب حنفی کے علمبردار، علمائے اہل حدیث کے ساتھ، زاہد و گوشہ نشین، امراء ورؤساء اور ماہرین تعلیم کے ساتھ شانہ بشانہ اور صف بہ صف نظر آئے، ان لوگوں نے اس مقصد کے لئے ایک انجمن قائم کی اور اس کا نام ''ندوۃ العلماء'' تجویز کیا اس لئے کہ یہ انجمن دراصل جماعت علماء ہی کے غور وفکر اور انھیں کی دعوت پر قائم ہوئی تھی اور وہی اس کے روح رواں تھے، اس انجمن نے جن بنیادوں پر اپنے سفر کا آغاز کیا وہ تھیں، مسلمانوں کا باہمی اتحاد، اسلامی نشأت ثانیہ کیلئے مختلف اجتماعی، اصلاحی وتعلیمی کوششوں میں ہم آہنگی، اعلیٰ سیرت وکردار کی تشکیل، رسوم قبیحہ کا استیصال، مسلمانوں کے مختلف امور ومسائل کے حل کے لئے مختلف مسلک ومشرب کے صحیح العقیدہ (اہل سنت والجماعت) علماء کے ایک مشترکہ پلیٹ فارم کی تشکیل، اسلامی اصولوں اور شریعت اسلامی کے مقاصد کو سامنے رکھ کر علوم دینیہ کے نصاب میں ایسی تبدیلیاں جو عصر حاضر کے تقاضوں کی تکمیل کر



www.abulhasanalinadwi.org

سکیں، علماء کی دینی سطح کو بلند اور ان کے فکر و معلومات کے افق کو وسیع کرنا اور ایسے علماء تیار کرنا جو قدیم و جدید دونوں طبقوں کے اعتماد کے اہل اور احترام کے مستحق اور مسلمانوں کے دینی، فکری، علمی قیادت کے اس منصب پر فائز ہو سکیں جو عرصہ سے خالی چلا آرہا ہے۔

انھوں نے قرآن مجید کے متن و تفسیر کے طریقۂ تعلیم کی طرف خصوصی توجہ دی، علوم آلیہ اور علوم عالیہ، اور وسائل و مقاصد میں تفریق کی، متقدمین میں جو اصحاب دین و علم کا مذاق صحیح اور ملکۂ راسخہ رکھتے تھے ان کی تصنیفات کو اصولاً متاخرین کی تصنیفات پر مقدم رکھا گیا۔ محض کتاب خوانی کے بجائے ''علم آموزی'' کی طرف توجہ کی گئی۔ نصاب میں عربی زبان کو اس کے شایان شان اور معزز جگہ دی گئی اس لئے کہ وہ عرصۂ دراز سے غفلت کا شکار تھی اور عہد آخر میں وہ اپنے زوال کے آخری نقطہ پر پہونچ چکی تھی اور نصاب درس اور علمی و تعلیمی سرگرمیوں میں اس کی حیثیت ایک حاشیہ سے زیادہ نہ تھی۔ یہاں ایک ایسی زندہ اور ترقی یافتہ زبان کی حیثیت سے اس کی تعلیم کا انتظام کیا گیا جو زندگی اور قوت سے بھرپور ہے، زمانہ کی تمام ضرورتیں پوری کر سکتی ہے اور اس سے دعوت اور اپنے افکار و خیالات کے اشاعت کا بڑا کام لیا جا سکتا ہے اس کا مقصد یہ تھا کہ یہاں کے طلبہ اور فضلاء اس کے ذریعہ قرآن مجید کے جمال حسّی و



www.abulhasanalinadwi.org

معنوی اور اس کے اعجاز و بلاغت سے ذوق حاصل کرسکیں، حدیث نبوی کی فصاحت وشیرینی سے لطف اندوز ہوں اور وہ اہل عرب کو ان ہی کی زبان اور ان ہی کے اسلوب میں خطاب کرسکیں اور اس کے ذریعہ عصر حاضر کے فتنوں اور گمراہ کن تحریکوں اور دعوتوں کا کامیابی سے مقابلہ کرسکیں، یہ اس زمانہ میں جب مواصلات اور رسل و رسائل کا یہ سلسلہ موجود نہ تھا، اور بیرونی سفروں کا سلسلہ اس طرح شروع نہ ہوا تھا ایک انوکھی اور اپنے زمانہ سے آگے کی بات تھی، اب جب کہ ممالک عربیہ واسلامیہ آزاد ہو چکے ہیں اور بین الاقوامی سطح پر اجتماعات وفود کی آمد و رفت اور مذاکرہ تبادلۂ خیال ایک عام بات بن چکی ہے، ہمارے لئے اس فیصلہ کی اہمیت اور ''ندوۃ العلماء'' کے بانیوں کی عربی زبان سے خصوصی اور غیر معمولی دلچسپی کا راز سمجھنا کچھ مشکل نہیں؟

انھوں نے اس کے ساتھ بعض مفید اور جدید علوم کو بھی جن سے ایک عالم دین کو ناواقف نہ رہنا چاہئے، اپنے نصاب میں شامل کیا اور مروجہ سرکاری زبان کی تعلیم کا بھی انتظام کیا، ان مقاصد اور آرزوؤں کی تکمیل کے لئے ۱۳۱۶ھ مطابق ۱۸۹۸ء میں ان حضرات نے تجربہ ونمونہ کے طور پر لکھنؤ میں ایک دارالعلوم قائم کیا اور اس کا نام ''دارالعلوم ندوۃ العلماء'' تجویز کیا جو اپنی شہرت و مقبولیت اور زبان زد ہونے کی وجہ سے ندوہ ہی کے نام سے موسوم و معروف



www.abulhasanalinadwi.org

ہے۔ ورنہ یہ دراصل اس انجمن کا نام ہے جو اس مدرسہ کی نگراں و سرپرست ہے، اس انجمن کی تاریخ اور اس کی مرحلہ وار داستان اور اس دارالعلوم کی کہانی جس کے وسیع و خوشنما سبزہ زار میں ہم اور آپ آج جمع ہیں اور اس کی عہد بہ عہد ترقیاں آپ ان رسائل اور کتابچوں میں پڑھیں گے۔ (جو آپ کی خدمت میں پیش کیے گئے ہیں) اور آئندہ مقالہ میں سنیں گے۔

اس مرکزِ علم و دین یا اس انجمن کے قائم کردہ دارالعلوم کی کشادہ فضاؤں میں جو ایک مرکز تعلیم سے زیادہ ایک وسیع اور جامع مدرسۂ فکر اور فکری و اصلاحی تحریک ہے، ہم سب آپ کا انتہائی گرمجوشی سے استقبال کرتے ہیں اور اس تاریخ ساز اجتماع اور مبارک و منتخب محفل میں جس کے واقعات اور داستانیں شاید آنے والے زمانہ میں شکر و اعتراف کے لہجہ میں سنائی جائیں اور ایک مقدس امانت اور قیمتی اثاثہ کی طرح ہماری نئی نسل کی طرف منتقل کی جائیں اور جس اجتماع میں اللہ کے فضل سے عالم اسلام نے اتنی فیاضی سے اپنے جگر کے ٹکڑے اور آنکھ کے تارے ایک جگہ جمع کر دیے ہیں کہ اس کی مثال ہمیں اس ملک کے ماضی قریب کی تاریخ میں نہیں ملتی، ہم دوبارہ اپنے معزز مہمانوں کی خدمت میں اسلام اور علم کا مشترکہ سلام پیش کرتے ہیں۔

یہ ملت اور یہ سرزمین پہلے بھی احسان فراموش نہ تھی اس نے پہلے



www.abulhasanalinadwi.org

بھی اپنے عزیز و معزز مہمانوں کی آمد پر شکر و فخر کیا ہے اور آج جبکہ اتنی کثیر التعداد اور یگانہ شخصیتوں نے اس کو اپنے قدوم سے رونق و عزت بخشی ہے اس کا سر فخر سے اونچا اور اس کی زبان شکر و مسرت کے ملے جلے جذبات کے ساتھ اس طرح زمزمہ سنج ہوتی ہے۔

من آں خاکم کہ ابر نو بہاری
زلطفش کر د برمن قطرہ باری
اگر برروید ازتن صد زبانم
چو سوسن شکرِ نعمت کے تو انم



www.abulhasanalinadwi.org

# تاریخ ندوۃ العلماء
## (حصہ اول)

"..... مصنف نے اس کتاب کی ترتیب میں متنوع اور وسیع مآخذ سے استفادہ کیا ہے، تبصرہ اور تأثر میں توازن اور اعتدال ملحوظ رکھا ہے، جو ندوی فکر کا امتیاز ہے، ندوۃ العلماء سے پیشتر کی اور اس کی معاصر تعلیمی تحریکوں اور اداروں پر بھی جو کچھ لکھا ہے (وہ ہمارے اندازہ کے مطابق) گروہی عصبیت اور جماعتی تعصب سے پاک ہے۔

تحریک ندوۃ العلماء کے آغاز کے بیان میں کسی ملک وتہذیب اور ذہن کی تعمیر کے سلسلے میں نصاب تعلیم کو جو اہمیت حاصل ہوتی ہے، اس کو اچھی طرح واضح کیا ہے، اور اس بارے میں قدیم نصاب کے تربیت یافتہ فضلاء کی قیمتی شہادتیں جمع کردی ہیں، دوسرے اسلامی ممالک کے طریقۂ تعلیم اور نصاب درس کا بھی جائزہ لیا ہے، ندوۃ العلماء کے بانی مولانا محمد علی مونگیریؒ کے خیالات ومقاصد کو اچھی طرح واضح کرنے کی کوشش کی ہے، ان کی مزاجی خصوصیات اور "ترکیب ذہنی" کو ناظرین کے سامنے لانے کی حقیقت پسندانہ کوشش کی ہے۔ الخ....."

(حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ کے مقدمۂ کتاب سے ماخوذ)

www.abulhasanalinadwi.org

# تاریخ ندوۃ العلماء

## (حصہ دوم)

".....تاریخ ندوۃ العلماء کے اس دوسرے حصے میں جو ہمارے لائق اور فاضل رفیق مولوی شمس تبریز خاں صاحب نے بڑی محنت اور قابلیت کے ساتھ مرتب کیا ہے، آپ کو رزم و بزم، سوز و ساز، تنزل و ترقی، اختلاف و اتفاق کی سب جھلکیاں نظر آئیں گی، اور آسانی کے ساتھ اندازہ ہو جائے گا کہ یہ تحریک کن دشوار گذار و پر خار راستوں سے گذری، کن آزمائشوں سے دوچار ہوئی، اور یہ کارواں کس طرح اپنی متعین سمت کی طرف بڑھتا رہا، یہاں تک کہ اس نے نہ صرف ہندوستان بلکہ بیرونی اسلامی دنیا اور عرب ممالک سے اپنی ضرورت اور افادیت، اپنے بانی کی فراستِ صادقہ اور اس کے رفقائے کار اور بانیوں کی بالغ نظری، روشن ضمیری اور اپنے افکار و طریقۂ کار کی گہرائی اور توازن و اعتدال کا اعتراف کرالیا، جس کا کچھ اظہار شوال ۱۳۹۵ھ (اکتوبر، نومبر ۱۹۷۵ء) میں منعقد ہونے والے اس پچاسی سالہ تعلیمی جشن سے ہوا جس کی نظیر کم سے کم ہندوستان کے قریب کی پچھلی تاریخ میں نہیں ملتی۔ الخ"

(حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ کے نوشتہ مقدمۂ کتاب سے ماخوذ)

www.abulhasanalinadwi.org

www.abulhasanalinadwi.org